حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ملفوظات حکیم الامت

اِدارہ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

بسلسلہ ـــــ الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ

ملفوظاتِ حکیم الامت

جلد نمبر ۵

از

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

عنوانات

حضرت مولانا محمود اشرف عثمانی مدظلہ

استاذ الحدیث دار العلوم کراچی

ناشر:

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان پاکستان

061-540513
061-519240

E-MAIL: Ishaq90@hotmail.com // Website : www.Taleefat-e-Ashrafia.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

فہرست مضامین

الاضافات الیومیہ

جلد پنجم

سلامت اقبال پرنٹنگ پریس چوک فوارہ ملتان

عمرے کہ بآیات و احادیث گذشت   رفتی و نثار بت پرستے کردی انا اللہ

مشیت حق تعالیٰ کے سامنے کسی کی کیا حقیقت ہے

(ملفوظ ۱۶۷) ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ فلاں قوم پالیسی اور چالاکی کے امام ہیں ہندوستانیوں نے تو ابھی الف بے تے ہی شروع کی ہے تو ان کی تدابیر سے وہ کہاں ہاتھ آنے والے ہیں یہ کام تو انسے ہی کوئی سیکھ لے بظاہر ان کی بقاء کے سامان اور تدابیر کافی ہیں لیکن اگر مشیت ہی اس کے خلاف ہو جائے تو پھر کسی کی تدبیر و قدرت و قوت مشیت حق کے سامنے ایک مچھر کی برابر بھی وقعت نہیں رکھتی کسی کو اپنی تدابیر پر ناز نہیں کرنا چاہیئے مشیت کے سامنے کسی کی حقیقت ہی کیا ہے اور یہ سب کلام تو تدبیر کے موثر یا غیر مؤثر ہونے میں ہے اور ایک کلام مسلمان کے لئے اس کے جائز ہونے نہ ہونے میں ہے وہ یہ کہ تدبیر میں دوسرے مدبروں کی محض تقلید جائز نہیں بہت سی تدابیر غیر قومیں کر رہی ہیں مگر غیر مشروع ہونیکے سبب مسلمان کو اسکی اجازت نہیں مثلاً میں نے مولوی محمد محمود مرحوم تھانوی سے ایک واقعہ سنا ہے کہ عیسائی اپنے جاسوسوں کو اسلام کی نقل کی مشق کراتے ہیں تاکہ ممالک اسلامیہ میں جا کر جاسوسی کر سکیں مگر مسلمانوں کو اجازت نہیں کہ اس غرض سے اپنے مسلمان جاسوسوں کو عیسائیتی کی مشق کرادیں کہ اپنے گھر بیٹھے اقوال و افعال کفریہ کی مشق کیا کریں کہ ممالک غیر اسلامیہ میں جا کر جاسوسی کر سکیں وہ واقعہ یہ ہے کہ کسی انگریز حاکم اور مسلمان رئیس میں ہندوستان میں رہتے ہوئے دوستانہ تعلقات ہو گئے تھے جب یہاں سے وہ انگریز پینشنر ہو کر ولایت واپس گیا تو کچھ عرصہ کے بعد یہ ہندوستانی رئیس اتفاق سے لندن گئے اس انگریز کے پاس ٹہر گئے اتفاق سے رمضان المبارک کا زمانہ قریب تھا انہوں نے اس انگریز سے کہا کہ ہم ایسے وقت یہاں پر آئے کہ رمضان المبارک کا زمانہ قریب ہے اگر ہم اپنے ملک ہندوستان میں ہوتے تو نماز تراویح کا افطار و سحر کا خاص لطف رہتا اب یہاں چونکہ ہم تنہا ہیں ہم کو کوئی لطف نہ ہوگا اس انگریز نے کہا کہ تم رمضان کو لطف سے گزارنا چاہتے ہو تو ہم انتظام کر دینگے یہ بہت خوش ہوئے مگر تعجب میں تھے کہ آخر یہ انتظام کیا کریگا جب وہ دن آگیا انہوں نے انگریز سے کہا اس نے ان کو کسی دوسرے مقام پر بھیج دیا اور کسی کو

وہاں خط لکھ دیا جب اس مقام پر پہنچے، دیکھا نہایت زبردست اور خوبصورت ایک مسجد ہے
ہر چار طرف حجرے بنے ہیں ذاکرین کا مجمع ہے تلاوت قرآن اور ذکر میں مشغول ہیں یہ
دیکھ کر ان ہندوستانی رئیس کی آنکھیں کھل گئیں کہ یااللہ یہ منظر تو کبھی ہندوستان میں
بھی نہیں دیکھا تمام فرشتے صفت جمع ہیں باجماعت نماز پڑھی بعد ختم تراویح کے سب
نے آرام کیا پھر دو بجتے ہیں سب اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہی نفلیں ذکر و شغل تلاوت
قرآن۔ عجیب قابل دید منظر سحری کھائی نماز فجر کی جماعت سے پڑھی پھر شام کو افطار کا
خاص اہتمام دیکھا غرض تمام مہینہ رمضان المبارک کا ان کا اسی لطف سے گذرا عید کا
دن آگیا عید کی نماز باجماعت پڑھ کر پھر اس انگریز کے پاس پہنچ گئے اور اسکو بہت دعائیں
دیں اور کہا کہ یہ لطف تو ہم کو ہندوستان میں بھی نہیں حاصل ہوا عجیب لوگ ہیں سب
کے سب خدا رسیدہ اور ایک سے ایک بڑھ کر زاہد اور عابد تہجد گزار یوں معلوم ہوتا ہے کہ
ذکر اللہ ہی انکی غذا ہو گیا وہ انگریز ہنسا اور کہا کہ یہ سب نصرانی ہیں اور یہ سب سی۔ آئی ڈی
کے لوگ ہیں یہاں پر ان کو اس کی تعلیم کرائی جاتی ہے تاکہ ممالک اسلامیہ میں جا کر اس
روپ میں رہ سکیں اور مخبری کا کام انجام دے سکیں یہ سنکر انکے ہوش اڑ گئے اور اس انگریز
سے کہا کہ خدا تیرا بھلا کرے تو نے میری مہینے بھر کی نماز ہی برباد کی اگر الگ ہی پڑھ لیتا
تو فرض تو ذمہ نہ رہتا اب سب کیا کرایا برباد ہوا۔ یہ واقعہ تو سلسلہ تدبیر میں بیان کیا گیا
باقی جملہ معترضہ کے طور پر اسپر ایک مناسب تفریع بھی کرتا ہوں وہ یہ کہ ایسے ہی روپ
میں بعضے نیچری اور لیڈر بھی ہیں کہ حقیقت میں تو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن اور ظاہر
میں خیر خواہ اور ہمدرد دوست نما دشمن ایسے ہی ہوتے ہیں اوپر کے سلسلہ میں ایک اور
واقعہ تشبہ بالمسلمین کا یاد آیا گو دونوں واقعوں میں تشبہ کی غرض متحد نہیں وہ واقعہ میں
نے جس زمانہ میں کانپور میں تھا ایک بزرگ مولوی دوست محمد صاحب کابلی سے سنا جو
ایک مدرسہ میں مدرس تھے وہ قصہ بیان کرتے تھے کہ ایک انگریز کلکٹر ہو کر آیا اور آکر
بعض علماء اور حفاظ کو بلایا نہایت احترام اور اعزاز سے پیش آیا اور حفاظ سے قرآن
شریف سنانیکی فرمائش کی پھر علماء سے اس سنائے ہوئے حصہ کے ترجمہ کی فرمائش کی
مگر کچھ محظوظ نہیں ہوا پھر خود اس نے اجازت لیکر سورہ مریم کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ
بھی کیا قرآن شریف پڑھنے کے وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ ممالک اسلامیہ کا مشاق قاری

ہے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کا وہاں جی نہیں لگا اور کوشش کر کے جدہ کی سفارت پر چلا گیا۔

بزرگ مختلف الاحوال ہوتے ہیں

(ملفوظ ۱۶۸) ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ بزرگوں کا رنگ الگ الگ ہوتا ہے مختلف الاحوال ہوتے ہیں جیسے باغ میں رنگ برنگ کے پھل اور پھول کے درخت ہوتے ہیں اور ان بزرگوں ہی پر کیا منحصر ہے خود حضرات انبیاء علیہم السلام مختلف الاحوال تھے چنانچہ اپنے بزرگوں میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ جدا تھا حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ میں نرمی تھی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ میں انتظامی مادہ زیادہ تھا جس سے حضرت کے متعلق لوگوں کا خیال سختی کا تھا۔ اسی طرح ان اصول و قواعد کیوجہ سے لوگ مجھ کو سخت کہتے ہیں میں تو کہا کرتا ہوں میں سخت نہیں ہوں الحمد للہ باوجود نرمی کے مضبوط ہوں جیسے ریشم کا رسہ کہ مضبوط تو اس قدر کہ اگر اس سے ہاتھی کو باندھ دیا جائے تو اس کو توڑ نہیں نہیں سکتا اور نرم اس قدر کہ جس طرف کو چاہو توڑ لو موڑ لو جہاں چاہو گرہ لگا لو۔ اور یہ جو آجکل کی نرمی ہے جس کو لوگ خوش اخلاقی سے تعبیر کرتے ہیں یہ تو اعلیٰ درجہ کی بد اخلاقی ہے کہ اس نرمی کی وجہ سے دوسروں کے اخلاق خراب ہوتے ہیں کیونکہ ان میں اصلاح کا نام و نشان نہیں اس لئے مجھ کو اس متعارف خوش اخلاقی سے طبعی نفرت ہے سو اگر کسی کو میرا یہ طرز ناپسند ہو وہ میرے پاس نہ آئے خوش اخلاقوں کے پاس جائے کیونکہ ایسے خوش اخلاق بھی دنیا میں بہت سے مشائخ اور پیر ہیں جو آنے والوں کی چاپلوسی اور خاطر مدارات کرتے ہیں جس کی اصلی غرض اپنی دکان کا جمانا ہے مزاحاً فرمایا کہ یہاں دو کان (دونوں کانوں) کا اکھاڑنا ہے۔

ملامت خلق کے سبب کوئی کام نہ چھوڑنا چاہیئے

(ملفوظ ۱۶۹) ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ملامت خلق کی وجہ سے کسی نیک کام کو چھوڑ دینا اسکی دلیل ہے کہ اسکے کام خلق کے رضا کے واسطے ہوتے ہیں باقی اہل حق ہمیشہ بدون کسی کی ملامت اور خوف کے اظہار حق کرتے ہیں ان ہی کی شان میں حق تعالیٰ فرماتے